محمد الیاس خان

قزاقستان: اصلاحات یا "مادر روس" کے ساتھ پھر سے الحاق؟

۲۴ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو جمہوریہ قزاقستان کے قومی دن کے موقع پر صدر نور سلطان نذر بایوف نے قوم سے اپنے خطاب میں ملک کی صورتِ حال کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہماری قومی، سماجی اور معاشی پالیسیوں میں جو کئی ایک خامیاں موجود ہیں وہ ملکی ترقی اور فلاح و بہبود میں رکاوٹ بن رہی ہیں۔ اپنے خطاب میں انہوں نے تسلیم کیا کہ ملک کی مجموعی پیداوار میں بتدریج کمی واقع ہو رہی ہے جس کا حل ان کی نظر میں ایک نئی معاشی پالیسی ہے۔ اپنے خطاب میں ان پالیسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جنہیں نئی قائم ہونے والی حکومت کو اختیار کرنا ہوگا، صدر نے زور دیتے ہوئے کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت نجی کاروباری اداروں کو زیادہ سازگار ماحول فراہم کرے اور اس بدعنوانی کے خاتمہ کے لیے اقدامات اٹھائے جو سرکاری حکام میں پرورش پا رہی ہے۔

نئی معاشی پالیسی کے حوالے سے بات کرتے ہوئے صدر نے کہا:

"آج ہمیں اپنی قوم کو صاف صاف بتانا ہوگا کہ اگلے سال کا بجٹ جس کی بنیاد آزاد منڈی کی معیشت کے اصولوں پر ہوگی، بڑا سخت ہوگا۔ ہمیں افراطِ زر کی شرح کو مکمل طور ختم کرنا ہوگا۔ اگلے سال یہ شرح صرف ایک یا دو فیصد سالانہ ہونی چاہیے۔ ہمیں ملک میں سرمایہ کاری اور پیداوار کی شرح میں اضافہ کرنا ہوگا۔ ہمارے پاس اس سمت میں قدم اٹھانے کے سوا کوئی دوسرا چارہ کار نہیں ہے"۔

قزاق صدر نذر بایوف نے سرجی تریشنکو کی حکومت کو ضروری اصلاحات کے نفاذ میں ناکامی کے الزام میں برطرف کرتے ہوئے ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو ایک نئی حکومت کے تقرر کا اعلان کیا تھا۔ لیکن صاف ظاہر ہے کہ ماضی کی کئی ایسی ناکامیوں کی ذمہ داری خود صدر نذر بایوف پر ہے۔ جن کے لیے وہ اپنے وزراء کو موردِ الزام ٹھہرا رہے ہیں۔

آج اگر ملک میں وسیع پیمانے پر بداطمینانی کی لہر پھیلی ہوئی ہے تو وہ بے سبب نہیں ہے۔ ملک میں اشیائے صرف کی قیمتوں میں بے تحاشہ اضافہ ہو چکا ہے جبکہ اس کے برعکس معاوضہ کی شرح میں کمی واقع ہوئی ہے۔ اسی طرح افراطِ زر اور بے روزگاری کی شرح میں بھی کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ دراصل معاشی اصلاحات کے نفاذ میں ناکامی کے الزامات سے بچنے کے لیے صدر نذر بایوف کو قربانی

کے بکرے کی تلاش تھی۔ جو سرجی تریشنکو کی حکومت کی شکل میں انہیں مل گیا۔

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ نے قزاقستان کی معیشت کو سہارا دینے کے لیے ایک بلین ڈالر سے زیادہ کا قرضہ منظور کیا ہے۔ لیکن قرضہ کی اس رقم کی فراہمی کو افراط زر کی شرح کو قابل لحاظ حد تک کم کرنے سے مشروط کیا گیا ہے۔ صدر اس سے پہلے بھی اپنی حکومت کی ناکامی کا الزام اپنے وزراء پر عائد کر چکے ہیں۔ گزشتہ جون میں انہوں نے کابینہ میں ردّو بدل کیا تھا اور حکومت کی کارکردگی میں بہتری پیدا کرنے کے لیے کچھ نئی وزارتیں بھی متعارف کروائی تھیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی حکومت اپنے مقاصد کے حصول میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ ستمبر ۱۹۹۴ء میں دو وزیروں کو بددیانتی کے الزام میں برطرف کر دیا گیا تھا جبکہ ایک نائب وزیر اعظم اسیقات جباجین نے بھی یہ کہتے ہوئے استعفیٰ دے دیا تھا کہ ان کے ساتھی وزراء ان پر مسلسل دباؤ ڈالتے رہے کہ وہ ان کی وزارتوں کے لیے حکومتی مصارف میں اضافہ کی منظوری دیں جس سے حکومت کی افراطِ زر کی شرح میں کمی کی پالیسی کو خطرہ لاحق تھا۔

اس وقت جبکہ قزاقستان میں اس امر پر اتفاق رائے پایا جاتا ہے کہ ماسکو سے آزادی کے تین سال بعد آج ملک میں بنیادی معاشی اصلاحات کی پالیسی کی ضرورت ہے، بظاہر دکھائی یہ دے رہا ہے کہ ملک کمزور حکومت اور غیر مربوط پالیسی کے نتیجہ میں ایک بحرانی کیفیت سے گزر رہا ہے۔ جس کی بڑی حد تک ذمہ داری صدر نور سلطان نذر بایوف پر عائد ہوتی ہے۔ صدر نذر بائیف نے اقتصادی مشکلات کا ایک آسان حل دریافت کر لیا ہے۔ اُن کی حکومت مسلسل ایسے اقدامات کر رہی ہے جن کا لازمی نتیجہ اقتصادی اور فوجی شعبوں میں روس کے ساتھ پھر سے مکمل الحاق و انضمام ہو گا۔ قزاق حکومت نے روس کے ساتھ کئی ایسے معاہدات پر دستخط کیے ہیں جن کا منشاء دونوں ممالک کی افواج میں پھر سے اتحاد اور دونوں ممالک کے درمیان سرحدات کو ختم کرنا ہے۔ ان معاہدات کی رُو سے دونوں ممالک کے درمیان کسٹم محصولات کے خاتمہ، آزاد تجارت کی بحالی، مالیاتی نظام کی وحدت اور دوہری شہریت کی اجازت جیسے اُمور پر اتفاق کر لیا گیا ہے۔ ایک دوسرے کی فوجی تنصیبات سے استفادہ کو قانونی شکل دے دی گئی ہے جس کے نتیجے میں قزاقستان کے چار فوجی اڈے روس کے کنٹرول میں دے دیے جائیں گے۔ قزاقستان اور روس کے درمیان حال ہی میں طے پانے والے ان سمجھوتوں کی ابتدائی تجاویز پر مذاکرات کے دوران پچھلے سال قزاق وزیر خارجہ قاسم جمارت نے کہا تھا "We [Kazkhs and Russians] are destined to live together" یعنی "ہم [قزاق اور روسی] لوگوں کی قسمت میں اکٹھے رہنا ہے"۔ صدر نذر بائیف کے خیال میں روس کے ساتھ ان کے ملک کے حالیہ معاہدات ایک ایسے "یورو ایشین اتحاد" (Euro Asian Alliance) کی تشکیل کی بنیاد بن سکتے ہیں جس میں ممکنہ طور پر سابق سوویت یونین کی اہم ریاستیں [Core Members] شریک ہوں گی۔